ترجمان الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیاست......اور جمہوریت

اداریہ

رئیس التحریر کے قلم سے

انسان تجربات سے سیکھتا ہے بہتر سے بہترین کی طرف قدم اٹھاتا ہے اعلیٰ سے ارفع کی جستجو میں مغزماری کرتا ہے۔اپنے مفادات کے لیے نہ صرف جگہ بلکہ خیالات بھی بدل لیتا ہے۔ چاپلوسی کرتا ہے اپنی عزت نفس کو داؤ پر لگا دیتا ہے تا کہ دولت حشمت اور منصب کچھ تو حاصل ہو سکے۔ یہ سب انفرادی زندگی میں تو ممکن ہے کیونکہ ہر شخص اپنی ذات کا خود ذمہ دار ہے اور اسے یہ آزادی حاصل ہے لیکن اجتماعی اور جماعتی زندگی میں ایسا ممکن نہیں ہے۔اس لیے کہ جماعتی سربراہ آئین دستور کا پابند ہے وہ ذاتی حیثیت میں ایسا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ جماعتیں دینی ہو یا سیاسی ان کے واضح نظریے مقاصد اور نصب العین ہیں۔منشور ہے ایک ادنیٰ کارکن سے لیکر بڑے عہدیدار تک سب اس کے پابند ہوتے ہیں خاص کر جماعتی نظریات کا مکمل تحفظ کرتے ہیں اور کسی قسم کی سودے بازی نہیں کرتے کارکنوں کا جماعت سے وابستگی کا واحد ذریعہ نظریہ ہی ہوتا ہے جس کے لیے وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہوتے ہیں پاکستان میں ایسی پختہ کار نظریاتی جماعتوں کا وجود پایا جاتا ہے اور ان کے قائدین انہی نظریات پر کارکنوں کو جمع کرتے ہیں ان سے قربانی لیتے ہیں اور بے پناہ چندہ بھی جمع کرتے ہیں۔

لیکن برا ہو سیاست کا......جس کی وجہ سے ہم نے بڑی نظریاتی جماعتوں کی قلابازیاں دیکھیں۔لمحوں میں آسمان سے زمین پر آ گئیں اپنا تھوکا چاٹ لیا۔ مدتوں جن نظریات کا پرچار کرتے رہے۔جس کی وجہ سے اپنوں پر بھی کفر کے فتوے صادر کیے فرنگی ہونے کے طعنے دیئے۔ اونچی دیواریں کھینچ لیں۔اسی نظریے کو زندگی اور موت کا مسئلہ بنایا۔مگر وقت آنے پر محض معمولی لالچ میں یہ پختہ نظریے ریت کی دیواریں ثابت ہوئیں۔اور آج بغیر کسی ہچکچاہٹ اور شرمندگی کے

اس اپنے نظریے کو خیر باد کہا۔ اور جمہوری سیاست کی عبا اوڑھ لی۔
جو کسی کو نہ پناہ ملی جو پناہ ملی تو جمہوریت کا سائبان ہی کام آیا۔

ہمیں اس بات پر ہرگز اعتراض نہیں کہ انہوں نے جمہوریت کو کیوں اپنایا؟ یا یہ ایسا کیوں کیا؟ یہ ان کا بھی بنیادی حق ہے کہ وہ بھی وقت کے ساتھ دوسروں کے تجربات سے سبق حاصل کریں جو انہوں نے حاصل کرلیا۔ لیکن دکھ ہمیں اس بات کا ہے کہ ایک لمبی مدت تک کروڑوں روپے خرچ کر کے یہ کیا کرتے رہے! اپنی ہٹ دھرمی' انا پرستی اور الگ تشخص کے لیے لوگوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیے رکھا انہیں غلط راستے پر چلایا۔ گمراہ کن من گھڑت دلائل دیئے۔ اور سب سے پریشان کن بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں دوسروں کی نفرت اور اپنوں میں دوریاں پیدا کیں جمہوریت کو طاغوت قرار دیکر ایک ہی عقیدہ رکھنے والوں میں حدفاصل کھینچ دی۔ کئی دہائیوں اس کا پرچار ہوتا رہا کتنے لوگ جو دنیا سے سدھار گئے اور اپنے دل میں دوسروں کے لیے نفرت کینہ بغض لیکر گئے۔ اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ آج وہی جمہوریت بی بی بڑی پاک دامن اور ثمر آور ہے اسی جمہوریت کے نام پر انتخاب انتخاب کھیلا جا رہا ہے اور اب یہی جمہوریت نفاذ شریعت کا ذریعہ بنے گی۔ یہی جمہوریت مسائل کا حل کرے گی۔ **(انا للہ و انا الیہ راجعون)**

یہاں ایک مسئلہ اور بھی بہت اہم ہے وہ دینی قوتیں جو شروع ہی سے جمہوریت پسند تھیں جن کا دستور بھی جمہوری ہے لیکن وہ انتخابی عمل میں اتنی فعال نہیں ہیں البتہ دیگر سیاسی جماعتوں کو اپنی حمایت سے تقویت پہنچاتی ہیں لیکن وہ دینی جماعتیں جو جمہوریت کو کفر اور زہر قرار دیتی رہیں اس کے حلال ہوتے ہی سب سے زیادہ انتخابی عمل میں شریک ہیں انتخابی دنگل میں دندناتے پھرتے ہیں۔

ہماری ان معروضات کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو شرمندہ کرنا ہرگز نہیں بلکہ اس پورے عمل سے ہمیں کچھ سبق حاصل کرنا ہے۔

(الف) انسانی فکر اور سوچ میں غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ اس لئے کوئی قدم جلد بازی میں نہیں اٹھانا چاہئے۔ کوئی فکر یا نظریہ اختیار کرتے وقت محض جذباتیت سے کام نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ بہت غور و فکر' مشورے اور تسلی کے بعد اس کا اعلان کرنا چاہیے۔

(ب) اپنے خیالات اور نظریات پر ہٹ دھرمی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ اس میں یہ لچک رہنی چاہیے کہ اگر میری کوتاہی یا غلطی کی نشاندہی ہو جائے تو رجوع کرنے میں تامل نہ کرونگا۔

(ج) اپنے نظریات کو بنیاد بنا کر دوسروں پر فتویٰ بازی نہیں کرنی چاہیے انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہوئے یہ ضرور سوچ لینا چاہیئے کہ اگر کسی وقت مجھے یہ فکر اپنانی پڑی تو میرا انجام کیا ہوگا۔

(د) غلطی کا احساس ہوتے ہی اس کا باقاعدہ اعلان کرنا چاہیے تا کہ آپ سے وابستہ لوگ بھی حقیقت جان سکیں اور اپنے رویوں میں تبدیلی کرلیں۔

(س) آئندہ کے لیے یہ جان لیں کہ میں ہی حق پر ہوں باقی سب غلط ہیں کا نظریہ ٹھیک نہیں ہے! آپ جو سوچ رہے ہیں وہ غلط بھی ہوسکتا ہے اس لیے اپنے اندر یہ حوصلہ پیدا کریں کہ آپ دوسروں کی بات سن سکیں اور غور طلب باتوں پر غور وفکر کریں۔ یہ دروازے کھلے رکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ سے بہت کم غلطیاں ہوں گی۔

(ص) انسانی فکر حرف آخر نہیں۔ لہٰذا اپنی بات کو حتمی نہ سمجھیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی یہ حق دیں تبادلہ خیالات کے ذریعے کوئی نتیجہ اخذ کریں۔

(ط) غلطی کا اعتراف اچھائی اور کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے اب تک جو کچھ ہوا۔ اور جن لوگوں کی جمہوریت کے نام پر توہین کی گئی۔ غلط القابات دیئے گئے۔ فرنگی کہا گیا ان سے معافی مانگ لینی چاہیئے کیونکہ دنیا میں معافی تلافی بہت آسان ہے۔

(ع) ان حضرات وخواتین (جن میں نوجوانوں کی کثرت ہے) کے بارے میں بھی سوچا جائے۔ جنہیں جمہوریت' سیاست کا نام لیکر متنفر کیا گیا۔ اور ان کے ذہن زہر آلود کیے گئے جو آج بھی وہی موقف رکھتے ہیں کفر کے علاوہ بات نہیں کرتے۔ ان کو راہ راست پر کیسے لایا جائے۔ جمہوریت کا پھل اکیلے نہ کھائیں انہیں بھی بقدر حصہ عنایت فرمادیں۔

(ل) جمہوریت بہر حال جمہوریت ہی ہے سننے میں آرہا ہے کہ فرماتے ہیں کہ اسے کافرانہ نظام سمجھتے ہیں لیکن مردار کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے ہم عرض کریں گے کہ پاکستان میں

جمہوریت کا یہ کمال ہے کہ کالعدم تنظیمیں اس کے سائے میں ہی عافیت محسوس کرتی ہیں لہٰذا مزید جمہوریت کو نہ الجھایا جائے۔

(م) جمہوریت کی قبولیت کے بعد جمہوری طرز عمل اختیار کر لینا چاہئے کارکنوں کی تربیت از سرنو جمہوری طریقے سے کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مرکزی انتخابات کے بعد صوبائی اور ضلعی انتخابات کرائے جائیں تا کہ صحیح معنوں میں سب کا جمہوری مزاج بن جائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

دینی سیاسی جماعتیں..... اور عام انتخابات

25 جولائی 2018ء پاکستان میں عام انتخابات ہو چکے ہیں نتائج کے مطابق پاکستان تحریک انصاف مجموعی طور پر کامیاب رہی جبکہ پاکستان مسلم لیگ (ن) گروپ نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ لوگوں نے حق حکمرانی کے لیے اپنی رائے سیاسی جماعتوں کے حق میں دی۔ اور دینی سیاسی جماعتوں کو یکسر مسترد کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض دینی جماعتوں کے سربراہ بری طرح ناکام ہوئے۔ اس پر مختلف ردعمل آ رہا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ دینی جماعتوں پر عوام اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ عالمی مسائل پاکستان کے داخلی، معاشی، مالی مشکلات کے حل کے لیے ان کے پاس کوئی ایجنڈا نہیں ہے۔ اسی لیے لوگوں نے انہیں گھاس نہیں ڈالی۔ اسی طرح بعض دانش مندوں کا کہنا ہے کہ دینی جماعتیں خود انتشار کا شکار ہیں۔ وہ قوم کو کیسے متحد کر سکتی ہیں جبکہ ایک حلقہ یہ کہہ رہا ہے کہ انہیں جان بوجھ کر دیوار سے لگایا گیا تا کہ وہ کوئی قومی کردار ادا نہ کر سکیں۔ بہر حال ابھی بہت کچھ کہا، لکھا جائے گا۔ اور جلد حقیقت واضح ہو جائے گی۔

بہر حال دینی جماعتوں کی شرم ناک شکست نوشتہ دیوار ہے۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ ہر الیکشن میں دینی جماعتوں کے امیدواروں کی ضمانتیں ضبط ہوتی رہی ہیں اور لوگ انہیں مسترد کرتے رہے ہیں لیکن کسی بھی دینی جماعت نے سبق نہیں سیکھا بلکہ اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ البتہ 2008ء کے الیکشن میں متحدہ مجلس عمل نے خیبر پختونخواہ میں کامیابی حاصل کی اور صوبائی حکومت تشکیل دی تھی لیکن کوئی کارکردگی نہ دیکھا سکے۔ جس کی وجہ سے اگلے الیکشن میں مسترد کر دیئے گئے

اس سال بھی لوگوں نے ان پر اعتماد نہیں کیا اور بری طرح ناکام ہو گئے۔

موجودہ الیکشن میں بعض دینی جماعتوں نے پہلی مرتبہ قسمت آزمائی کی اور بے دریغ پیسہ خرچ کیا۔ قومی اور صوبائی حلقوں میں امیدوار کھڑے کیے لیکن کسی ایک سیٹ پر کامیاب نہ ہوئے۔ اکثر جگہوں میں ووٹوں کی تعداد تین ہندسوں سے نہ بڑھ سکی۔ اور بعض نشستوں پر چند ہزار! بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں ایک منصوبے کے تحت الیکشن میں اتارا گیا مقصد کامیابی حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ ووٹ تقسیم کرنا ہے۔ تو وہ اس مقصد میں سو فیصد کامیاب ٹھہرے۔

الیکشن سے قبل بہت سی جگہوں پر بات ہوئی۔ لوگوں کا ملا جلا ردعمل تھا۔ مثلاً کسی دوست نے فرمایا کہ یہ لوگ نفاذ اسلام کے لیے کردار ادا کریں گے۔ یہ دیانت دار لوگ ہیں انہیں موقعہ ملنا چاہیے۔ جبکہ جواباً فرمایا گیا۔ کہ نفاذ اسلام کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ جبکہ یہ تمام لوگ قانون سے آگاہی نہیں رکھتے۔ پاکستان کا دستور اسلامی ہے۔ بات تو عمل درآمد کی ہے۔ ان کے اسمبلی میں جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہاں کوئی قانون خلاف اسلام بن ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی نے یہ جرات کی تو اس کا نتیجہ ہم تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح عوامی ردعمل آیا۔ اور حکومت کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ اس لیے کوئی بھی سیاسی جماعت دوبارہ یہ جرات نہ کر سکے گی۔

رہی بات دیانت داری کی تو بعض احباب نے دوٹوک لفظوں میں فرمایا جو لوگ چندہ جمع کر کے دیانت داری سے استعمال نہیں کر سکتے۔ ان پر پوری حکومت کے بجٹ کا اعتبار کیسے کیا جائے۔ اور چندے پر جو لوٹ سیل لگی رہی ہے تمام اہل دانش جانتے ہیں اس لیے محض ووٹوں کے ضیاع کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان پر قطعاً بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہم تمام دینی جماعتوں سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنے رویے تبدیل کریں سیاست کرنی ہے تو طریقہ کار بدلیں ورنہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح و احوال کا کام جاری رکھیں۔ یہی ہمارا بنیادی اور اصل کام ہے۔